تلخیص و ترجمہ

میڈم کوری

یورپ کے موجودہ عہد انکشاف و تحقیق کی ایک نامور خاتون

از جناب محوی صاحب صدیقی

(۲)

اپنی رائے ظاہر کرنے سے پہلے ان دونوں صورتوں میں جو جو منافع ہیں یعنی اپنا حق محفوظ کرلینے اور عام اجازت دینے میں اُن کو نظر میں رکھنا چاہیئے۔

میڈم کوری نے اپنے شوہر پر ایک نگاہ ڈال کر کہا:

"رجسٹرڈ کرالینا اور حق محفوظ کرلینا علمی روح کے منافی ہے" شوہر نے مان لیا اور اس طرح ریڈیم کو کام میں لانے کی اجازت عام ہوگئی اور اس طرح اس غریب مگر حوصلہ مند خاتون نے غیر معمولی ایثار و فداکاری کا ثبوت دیا۔

شوہر کا حادثۂ وفات سنہ ۱۹۰۶ء میں ایک روز وہ کیا دیکھتی ہے کہ کچھ لوگ اُس کے خاوند کو کاندھے پر ڈالے ہوئے اُسکے پاس لارہے ہیں (جبکہ وہ عالم شباب ہی میں تھا) ایک گاڑی نے اُسکی کھوپڑی کچل ڈالی تھی اور بھیجے کو چکنا چور کردیا تھا۔ میڈم کوری پر اس بھیانک منظر کا کیا اثر ہوا ہوگا، اندازہ کریجیئے، بیشک وہ بہت متاثر ہوئی، لیکن اُس نے بڑے ضبط و تحمل اور کمال خودداری و استقلال سے کام لیا۔ جو لوگ اُس کے پاس رہتے تھے اُنھوں نے سمجھ لیا کہ یہ ناگہانی حادثہ ضرور اُس کے علمی کاموں میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔

حکومت فرانس کی طرف سے اعزاز اس وقت حکومتِ فرانس نے اس غیر ملکی عورت کی عظمت کو پہچانا، اور

اُس نے اُس کے شوہر کی جگہ سوربون کالج میں پروفیسر مقرر کر دیا۔ میڈم کوری پہلی عورت تھی جو اس دانش کدے کے نامور علماء کی صف میں داخل ہوئی جس روز میڈم کوری کے لکچر کا پہلا دن تھا۔ عام لوگوں کے علاوہ شہر کے عمائد، حکام اور علماء، وطلباء فرانس لکچر کے شوق میں سوربون کالج میں آکر جمع ہو گئے۔ مجمع اس قدر تھا کہ جگہ ناکافی ہو گئی، سب ایک دوسرے سے پوچھتے اور سوچتے تھے کہ شوہر کی وفات کے بعد دیکھیں اس عورت کا کیا حال ہوتا ہے آیا وہ تن تنہا بغیر کسی شریک اور معاون کے اس مرحلے کو آخر تک بخوبی طے کر سکتی ہے یا نہیں۔ دوپہر کے بعد جیسے ہی تین بجے کی گھنٹی بجی، دروازہ کھلا، اور ایک دبلی پتلی، زرد چہرے والی سیاہ پوش عورت چبوترے پر نمایاں ہوئی، لوگوں نے نہایت گرم جوشی اور مسرت کے ساتھ اُس کا استقبال کیا، خاتون دم بھر ذرا پریشان سی کھڑی رہی، پھر اُس نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ تمام حاضرین پر خاموشی کارفرما ہو گئی، اور اس نے اپنا لکچر شروع کر دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ اس کا شوہر اپنی وفات سے پہلے جس کام کو جہاں تک ناتمام چھوڑ گیا تھا۔ اب یہ عورت اس کو پورا اور اس کی خالی جگہ کو پُر کر رہی ہے مگر بغیر اس کے کہ اپنی بدبختی اور بربادی کی طرف ذرا سا بھی اشارہ کرے، یا شوہر کی وفات سے جن زبردست نقصانات سے خود اُسے یا علم فزکس کو دوچار ہونا پڑا تھا اُنکو بیان کرے۔ حقیقت میں اُس کا یہ کام ایسی بہادری کا کام تھا، جو جو دوسروں کے لئے بہترین نمونۂ عمل ہونا چاہئے لیکن یہ بات مُسلّم ہے کہ اکثر کمزور لوگوں کی غالب خصلت کمینہ پن اور پست خیالی ہوتی ہے جیسے ہی اُس عورت نے یہ شہرت اور یہ مرتبۂ خاص ملک میں حاصل کیا اس پر نکتہ چینی کی بھرمار شروع ہو گئی۔ بعض روزنامے اسے غیر ملکی اور پردیسی عورت کہہ کر گرانے لگے، اور کچھ ان میں سے غلط طریق پر شوہر کا گھر برباد کرنے والی کے نام سے یاد کرتے تھے، مگر یہ ذرا بھی بددل اور شکستہ ہمت نہ ہوئی اس حالت میں بھی اس کی پوری توجہ ہر وقت ریڈیم پر مبذول رہی، کسی وقت اگر ذرا فرصت مل جاتی تو اپنی لڑکیوں کی طرف بھی توجہ کرتی تھی۔

علم کی راہ میں استقلال و پامردی جیسے ہی میڈم کوری کے اصلی وطن پولینڈ میں ان تنقیدوں کی خبر پھیلی، وہاں کے ارباب علم اور اہل قلم نے جمع ہو کر ارادہ کیا کہ ایک انجمن بنائی جائے جو میڈم کوری کو اپنے وطن اور اپنے گھر واپس

آنے کی دعوت دے، اور یہاں اس کے لئے ایک خاص ادارہ قائم کر دیا جائے تاکہ وہ اپنے ان ہوس کار بندۂ حسد، اور احسان فراموش مخالفوں سے دور ہو کر علمی کاوشوں میں مصروف رہ سکے۔ مگر میڈم کوری نے یہ دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور عذر کیا کہ فرانس اُس کا دوسرا وطن ہے، ریڈیم اور وہ ادارہ جس کی اُس نے اور اُس کے شوہر دونوں نے مل کر بنیاد رکھی ہے دونوں فرانس میں ہیں اور اس ادارے پر ان دونوں کے بہت کچھ حقوق ہیں۔ چند لوگوں کا کینہ پن اور پست خیالی و نکتہ چینی ان حقوق کو پامال نہیں کر سکتیں۔ نہ میں پولینڈ آنے کو تیار ہوں۔

فرانس کی یونیورسٹی نے کوری کو اپنا رکن منتخب کرنے سے محض اس وجہ سے انکار کر دیا کہ وہ عورت ہے مگر فرانس کی ایک اور یونیورسٹی نے چند سال بعد اس جرم کی تلافی کر دی اور عالمگیر جنگ کے بعد تو سب نے اتفاق رائے سے یونیورسٹی کا بھی اُسے ممبر منتخب کر لیا۔

نوبل پرائز گزشتہ جنگ عظیم کے موقعہ پر میڈم کوری دوبارہ نوبل انعام حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی، ایک بار تو وہ ۱۹۰۳ء میں اپنے خاوند کے ساتھ یہ انعام لے چکی تھی۔ دوسری بار ۱۹۱۱ء میں تنہا خود اس نے یہ انعام پایا اس وقت میری کوری کی عمر چالیس سال کی تھی، اور وہ اپنی جگہ پر یہ سوچتی تھی کہ فرانس کی خدمت کا آسان تر راستہ یہ ہے کہ کسی بیمار گھر میں نرس کی خدمت قبول کرے۔ لیکن کسی قدر سوچنے کے بعد اس آسان طریقۂ خدمت کو اختیار کرنے پر وہ قانع نہ ہوئی بلکہ اُس نے جنگی شفاخانوں کا جائزہ لینا شروع کیا تو پتہ چلا کہ یہ بیمار کرے کسی اطمینان بخش حالت میں نہیں ہیں۔ اس لئے اُس نے اپنے چار سال شعاعی عملوں کے بنانے اور طلبہ کو کام سکھانے میں صرف کئے کہ اُس کو کس طرح استعمال میں لایا جائے۔ پھر اُس نے موٹروں کا پھیری لگانے والا دستہ تیار کیا اور اُن میں وہ سب سامان فراہم کیا، جو سینی شعاعوں کے ذریعہ طبی معلومات حاصل کرنے کے لئے مطلوب ہوتا ہے۔ اس کی عمر موٹر چلانا سیکھنے میں کسی طرح مانع نہ ہوئی، اکثر و بیشتر وہ ہر روز ۱۶ سے ۱۸ گھنٹے تک اپنا وقت ایک فوجی اسپتال سے دوسرے اسپتال تک گھومنے پھرنے اور ڈاکٹروں کو مدد دینے میں صرف کرتی تھی یہ گشتی

دستہ بہت کامیاب ثابت ہوا، آسانی کے ساتھ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ گولی یا خنجر یا بھالے وغیرہ سے ہڈی کہاں ٹوٹی ہے وہ زخم پر ایکس رے (عکس ریز) کی کرنیں ڈال دیتی تھی اور پتہ چلالیتی تھی کہ ہڈی کہاں سے ٹوٹی ہے۔ میڈم کوری نے ملک فرانس کی خدمت میں اپنی جان کی بازی لگا دی تھی۔

وہ اکثر ایسے اسپتالوں میں پہنچ جاتی جہاں نرسوں کی افسر اُس کو پہچانتی نہ تھی۔ وہ اُس کو معمولی عورت سمجھ کر سختی کے ساتھ بات چیت کرتی، بدخلقی سے پیش آتی، مگر میڈم کوری ذرا بھی گھبراتی بھرتی نہ تھی۔ بلکہ بلجیم کی ملکہ الزبتھ اُسے یاد آجاتی تھی کہ کس طرح اُس نے اسی کوری کی طرح زخمیوں اور بیماروں کی خدمت کو اپنے شاہانہ جاہ و جلال پر ترجیح دی تھی۔ اور وہ ہمیشہ اپنے جذبہ ناامیدی پر غالب آجاتی تھی۔

ایک روز ایک امریکن خاتون میڈم کوری سے ملنے آئی۔ یہ میڈم کوری کی شیدائیوں میں تھی۔ بات چیت میں اُس نے پوچھا کہ دنیا کی کوئی ایک چیز لینے کا اگر آپ کو اختیار دیدیا جائے تو آپ کیا چیز مانگیں گی۔ میڈم کوری نے کہا: "ایک گرام ریڈیم، اپنی علمی تحقیقات میں کام میں لانے کے لئے" امریکن خاتون کو بڑی حیرت ہوئی کہ ایک ایسی خاتون جس نے ساری دنیا کو ریڈیم جیسی نعمت عطا کی ہے، اور اُس کے نکالنے میں جو شدید تکلیفیں پیش آتی ہیں اُنکو برداشت کیا، اور سب کو اُس کے استعمال کی ترکیبیں بتاکر اُس کی عام اجازت دیدی۔ مگر ایک ذرا سی مقدار کی بھی مالک نہیں۔ یہاں تک آتنی بھی نہیں کہ اپنے علمی کاموں میں صرف کرسکے۔ بہرحال اس امریکن خاتون نے ذرا بھی کوتاہی اور فراموشی سے کام نہ لیا، بلکہ امریکہ پہونچتے ہی اُس نے بیحد کوشش کرکے عورتوں کی ایک بڑی جماعت بنائی اور اُنھیں اس بات پر آمادہ کیا وہ سب مل کر اتنا چندہ فراہم کردیں جس سے ایک گرام ریڈیم خرید کر میڈم کوری کی خدمت میں نذر کردی جائے۔ جمہوریت امریکہ کے صدر ہارڈینگ نے ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء کو ایک گرام ریڈیم میڈم کوری کو دیتے وقت اُس سے یوں خطاب کیا:

"ہم ریڈیم کو پہچاننے اور اُس کے مالک ہونے میں آپ کے قرضدار ہیں اس لئے یہ ریڈیم آپکی خدمت میں

پیش کرتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ جب تک یہ آپ کے ہاتھ میں ہے، ضرور دنیا کے معلومات میں وسعت کا ایک مفید ذریعہ اور انسانوں کے دکھ درد کی کمی کا باعث ہوگی"

میڈم کوری نے یہ ریڈیم لیتے ہی پیرس کی انجمن ریڈیم کو ہدیۃً دیدی۔ ایک سال بعد وہ پھر امریکہ گئی۔ اس دفعہ بھی امریکن خواتین نے ایک گرام ریڈیم اور خرید کر اس کو ہدیہ کی۔ میڈم کوری نے اس دفعہ وارسا (پایہ تخت پولینڈ) کی انجمن ریڈیم کو دیدی اور خود پھر خالی ہاتھ رہ گئی۔

یہ ہے اُس یگانۂ روزگار عورت کے حالاتِ زندگی کی مختصر داستان، جو اپنے علم، عقل، اخلاق اور اپنے آثار کے لحاظ سے بہت ممتاز تھی۔ دنیا کی بڑی بڑی علمی انجمنوں اور یونیورسٹیوں نے اس کو جو کچھ علمی خطابات عطا کئے ہیں ان کو اگر ہم لکھنا چاہیں تو بڑے بڑے چار صفحوں سے کم میں نہ آئیں گے۔ مگر نہ تو اس شہرت نے اُسے مغرور کیا اور نہ طلبِ ثروت اور حُبِ جاہ نے اُسے علم اور انسانیت کی خدمت سے باز رکھا۔ اس کی زندگی نیکی اور کمالِ سخاوت کا ایک طلائی دور تھا

(ارمغانِ ایران)